108714-طلاق میں حیلہ سرجیہ

سوال

میں نے طلاق میں سرجی حیلہ کے بارہ میں سنا ہے ،مجھے یہ بتائیں کہ یہ حیلہ کیا ہے ، اور آئمہ کرام میں سے کسی امام کی طرف منسوب کیا جاتا ہے ؟

پسندیدہ جواب

مسئلہ سرجیہ ایک ایسا مسئلہ ہے جو
طلاق کے مسائل عصور متقدمہ میں سب سے زیادہ اختلاف والا ہے ، حتی کہ اس میں مستقل
کئی کتابیں بھی لکھی گئیں ، اوراس کے بارہ میں لمبے مناقشے بھی ہوئے ، یہاں ہم اس کے
بارہ میں مختصر طور پر کچھ بیان کرتے ہیں :

اول : مسئلہ کی صورت :

آدمی اپنی بیوی کو کہے : میں نے تجھے
طلاق دی تو تم اس سے قبل ہی تین طلاق والی "

اگراسے طلاق دے تواس کا حکم کیا
ہوگا ؟

کیا اسے وہ طلاق واقع ہوگی جواسے دی
گئی ہے یا کہ وہ تین طلاق واقع ہونگی جو معلق کی گئی ہیں ؟ یا کوئی بھی طلاق واقع
نہیں ہوگی ؟

دوم :

اس کی وجہ تسمیہ :

اسے سرجیہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ
امام فقیہ شیخ الاسلام ابوالعباس احمد بن عمر بن سریج القاضی الشافعی کی طرف منسوب
کیا جاتا ہے ، یہ شافعیہ کے بغداد میں فقیہ تھے اور (306) ہجری میں فوت ہوئے ، یہ
امام شافعی کے اصحاب کے طبقہ میں شامل ہوتے ہیں ، اور بعض علماء نے انہیں
چوتھی صدی کے مجددین میں شامل کیا ہے .

دیکھیں : سیر اعلام النبلاء (14/
201).

اسے ان کی جانب منسوب کرنے کا سبب یہ
ہے کہ امام سرجی نے ہی سب سے پہلے فتوی دیا تھا کہ یہ طلاق واقع نہیں ہوتی، تفصیل
آگے بیان ہوگی.

سوم :

مسئلہ کی اہمیت :

مسئلہ سرجیہ طلاق کے اہم اور خطرناک
مسائل میں شامل ہوتا ہے کیونکہ اس عبارت سے طلاق واقع نہ ہونے کا قول کہنے سے طلاق
کا باب بالکل بند ہونا لازم آتا ہے، اور یہ عبارت کہنے والا ازدواجی ارتباط سے چھٹکارا
ہی نہیں پا سکتا، اور شریعت اسلامیہ میں یہ عظیم معاملہ ہے، کیونکہ طلاق (اگرچہ بعض
افراد اس کا غلط استعمال کرتے ہیں) ہی بعض حالات میں مقبول حل باقی رہ جاتا ہے،
جیسا کہ ایک قول ہے : آگ سے رگ کو داغنا آخری علاج ہے.

اس لیے جب طلاق کا باب ہی بند کر دیا
جائے تو یہ عیسائیوں کے بعض فرقوں کے مشابہ ہو جائیگا کہ ان کے ہاں طلاق دینا مطلقا
منع ہے، اور ساری فقہ اسلامی میں اس کی کوئی مثال اور نظیر نہیں ملتی.

چہارم :

اس مسئلہ کا حکم :

اس میں علماء کے دو قول ہیں :

پہلا قول :

اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی، نہ تو وہ
جو اسی وقت دی گئی ہو اور نہ ہی معلق کردہ طلاق (یعنی تین طلاق) ابن سریج شافعی
جن کی طرف یہ مسئلہ منسوب ہے کا یہی اختیار ہے، اگرچہ بعض علماء نے ان سے اس قول کی
نفی کی ہے، اور بہت سارے شافعی فقہاء نے اس میں متابعت کی ہے، بلکہ بعض نے توفتح

القدیر میں اسے اکثر احناف کی طرف منسوب کیا ہے، اور صاحب "مجمع الانھر(414/1
)نے اسے "المبسوط" سے نقل کیا ہے اور جس نے اس کے علاوہ کہا اس کا انکار کیا ہے.

اس کی دلیل یہ ہے کہ: اگر تجھے طلاق
کہنے پر فوری طلاق واقع ہوجائے تو پھر معلق کے حکم سے معلق کردہ اس سے پہلے واقع
ہوجائیگی، اور اگر معلق کردہ تین طلاق واقع ہوجائیں تو پھر فوری طور پر دی گئی
طلاق واقع نہ ہوگی؛ کیونکہ جب اسے تین طلاق ہوگئیں تو پھر بعد میں دی گئی طلاق واقع
نہیں ہوگی؛ کیونکہ وہ عورت تو اس کے نکاح سے نکل کر بائن ہوچکی ہے.

ان کا کہنا ہے: اسے "منطقیوں کی
اصطلاح میں "دور" کا نام دیا جاتا ہے، جو اس عبارت کے کہنے والے کی سب طلاق کے
حکم کو ختم کر کے رکھ دیتی ہے.

دوسرا قول:

طلاق واقع ہوجائیگی، اور اس "دور"
کو صحیح دور شمار نہیں کیا جائیگا، جمہور اہل علم احناف شافعیہ اور حنابلہ کا یہی
قول ہے، لیکن ان میں واقع شدہ طلاق کی تعداد میں اختلاف ہے اور بعض نے تو پہلے قول
پر بہت شدید انکار کیا ہے، اور اس کے عدم جواز اور اس کے فیصلہ نہ کرنے کا فتوی دیا
ہے، مثلا عز بن عبد السلام وغیرہ نے.

جیسا کہ حاشیہ رد المختار(229/3
–230)اور البحر الرائق(255/3)اور شرح مختصر خلیل للخرشی(52/1)اور
تحفۃ المحتاج(114/8–115)اور اقناع فی حل الفاظ ابی شجاع للشربینی(109/2
)اور المغنی(332/7)اور کشاف القناع(298/5)میں ہے.

ابن قدامہ رحمہ اللہ "المغنی" میں
طلاق واقع ہونے کا استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"کیونکہ طلاق مکلف اور اختیار والے
شخص کی جانب سے صحیح نکاح میں ہوتی ہے، اس لیے اس کا واقع ہونا ضروری ہے بالکل اسی
طرح جیسے یہ صفت نہ بنائی جائے، اور اس لیے بھی عمومی نصوص وقوع طلاق کا تقاضا کرتی
ہیں مثلا اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

.{اور پھر اگر اس کو تیسری بار طلاق دے
دی تو اب اس کے لیے حلال نہیں جب تک وہ عورت اس کے سوا دوسرے سے نکاح نہ کرے
}.البقرۃ(230).

اور دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالی
ہے :

.{اور طلاق والی عورتیں تین حیض
انتظار کریں}.

اور اسی طرح باقی سب نصوص بھی.

اور اس لیے بھی کہ اللہ سبحانہ و
تعالی نے طلاق مصلحت کی خاطر مشروع کی ہے، جو طلاق کے ساتھ ہی متعلق ہے، اور انہوں
نے جو بالکل ہی طلاق کی ممانعت کر دی ہے وہ اس کی مشروعیت کو باطل کر دیتی ہے، اس
طرح اس کی مصلحت بھی فوت ہو جائیگی، چنانچہ صرف رائے اور تحکم کی بنا پر ایسا کرنا
جائز نہیں" انتہی

دیکھیں: المغنی (332/7).

رہا پہلے قول کا شبہ تو اس کے کئی
ایک طویل جوابات ہیں، ان میں سب سے ظاہر اور آسان وہ ہے جو شیخ الاسلام ابن تیمیہ
رحمہ اللہ نے دیا ہے وہ کہتے ہیں :

"جس "دور" کا انہوں نے گمان کیا
ہے وہ باطل ہے، ان کا گمان ہے کہ جب اس وقت دی گئی طلاق واقع ہو جائیگی تو معلق
کردہ بھی واقع ہو جائیگی، یہ تو اس وقت واقع ہو گی جب یہ معلق کردہ صحیح ہو، حالانکہ
یہ تعلیق یعنی معلق کردہ ہی باطل ہے؛ کیونکہ یہ ایسی چیز پر مشتمل ہے جو شریعت میں
محال ہے، وہ یہ کہ پہلے سے تین طلاق کے بعد طلاق کا وقوع کیونکہ یہ شریعت میں محال
ہے، اور مسئلہ سرجیہ شریعت میں اس محال چیز کو ضمن میں لیے ہوئے ہے، چنانچہ یہ باطل
ہو گا.

اور اگر اس نے یہ اعتقاد رکھتے ہوئے
طلاق کی قسم اٹھائی کہ وہ اس سے حانث نہیں ہو گا، یعنی اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی پھر

بعد میں اسے واضح ہوا کہ یہ جائز نہیں تو وہ اپنی بیوی کو اپنے پاس ہی رکھے اور جو کچھ ہوا ہے اس میں طلاق نہیں ہوئی اور مستقبل میں وہ اس سے توبہ کرے.

حاصل یہ ہوا کہ اگر خاوند بیوی کو کہے : اگر میں نے تجھے طلاق دی تو تم اس سے قبل تین طلاق والی ہو، اور اسے طلاق دے دی تو راجح قول کے مطابق دی گئی طلاق واقع ہو جائیگی، اور معلق کردہ واقع نہیں ہوگی؛ کیونکہ اگر معلق کردہ واقع ہو تو یہ تین طلاق ہیں اس لیے دی گئی طلاق واقع نہیں ہوگی؛ اس لیے کہ یہ طلاق کی تعداد سے ہی زائد ہے " انتہی

دیکھیں : الفتاوی الکبری (3/137–138).

یہی قول راجح ہے جس کا فتوی بھی دینا چاہیے اور عمل بھی اس پر کیا جائے، اور اس مسئلہ میں جو وسعت اور تفصیل معلوم کرنا چاہے وہ درج ذیل کتب کا مطالعہ کرے اس میں تفصیلی بحث کی گئی ہے :

اعلام الموقعین (1/251–256)
فتاوی السبکی (2/298–303–313–314) الفتاوی الفقھیۃ الکبری (4/180–197) الاشباہ والنظائر (380–381) وغیرہ.

واللہ اعلم.